ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

آزادی اظہار رائے کے تناظر میں توہینِ مقدسات، ایک تجزیاتی مطالعہ

Blasphemy in the context of freedom of expression, an analytical study

Abdul Basit*

Ph.D. Scholar / Lecturer, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Pakistan

https://orcid.org/0009-0006-8808-2750

Atiq ur Rehman

Lecturer, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Pakistan

ABSTRACT

Blasphemy is an important and sensitive topic intertwined with various social, political, and ethical issues in the contemporary era. It holds significant importance in Islamic cultures, and different countries have various laws and traditions related to this matter. Blasphemy is a crucial and contentious issue that sparks diverse reactions and debates across different societies worldwide. Although this topic has existed since ancient times, technological advancements and the advent of social media in the modern era have given rise to new discussions based on evolving roles and detailed aspects.

Keywords: *Blasphemy, technological, significant, Comparative, Freedom*

1-تعارف موضوع

توہین مقدسات ایک اہم اور حساس موضوع ہے جو معاصر دور میں مختلف معاشرتی، سیاسی، اور اخلاقی مسائل کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ یہ موضوع اسلامی تہذیبوں میں بہت اہمیت رکھتا ہے اور مختلف ممالک میں اس پر مختلف قوانین اور روایات موجود ہیں۔ توہینِ مقدسات ایک اہم اور متنازعہ موضوع ہے جو دنیا بھر کے مختلف معاشروں میں مختلف ردِ

*Corresponding Author: **Abdul Basit** (abdul.basit@ais.uol.edu.pk)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

عمل اور بحثوں کا باعث بنتا ہے۔ یہ موضوع ازل سے موجود ہے، لیکن جدید دور میں ٹیکنالوجی کی ترقی اور سوشل میڈیا کے آغاز کے ساتھ اس کے پیش نظر ہونے والے مختلف ادوار اور تفصیلی پہلوؤں کی بنا پر اس حوالے سے نئی بحثوں کی بنیاد ڈالی جاتی ہے۔

اسلام کی طرح تمام مذاہب کے عقائد اور اصول ہیں، اسلامی عقائد مسلمانوں کے لیے مقدس ہیں، موسیٰ اور تورات یہودیوں کے لیے مقدس ہیں، عیسیٰ اور انجیل عیسائیوں کے لیے مقدس ہیں۔

ہندو گاؤ ماتا اور اپنے ویدوں کے قائل ہیں، سکھ گرونانک کا احترام کرتے ہیں اور بدھ مت کے پیروکار گوتم بدھا کو مافوق الفطرت کا درجہ دیتے ہیں، یہی بات دوسرے مذاہب کے معاملے میں بھی لاگو ہوتی ہے۔ کثیر مذہبی اور کثیر الثقافتی معاشرے میں پرامن بقائے باہمی کے لیے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے مقدسات کی توہین سے پرہیز کیا جائے۔ قرآن پاک مسلمانوں کو مشرکوں کے معبودوں کو گالی دینے سے منع کرتا ہے، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں توہین آمیز تبصرے نہ کریں۔[1]

دوسری طرف ماضی قریب میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر توہین مذہب کے اقدامات میں غیر متوقع طور پر اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، جس کی وجہ سے ہر وقت فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ امن کے مشن کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ سب کو ایک دوسرے کے مقدسات کا احترام کرنا چاہیے اور اپنے مذہبی عقائد کے لیے ان کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے۔ اسی طرح پاکستان میں بسنے والی اقلیتی برادری کے افراد کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کا احترام کریں کیونکہ مسلم کمیونٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عقائد کا احترام کریں۔ عالمی برادری کا بھی فرض ہے کہ وہ عالمی امن کی خاطر ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے کسی بھی اقدام سے باز رہے۔ "مقدسات کے احترام" کے اصول اور کثیر الثقافتی دنیا میں امن کے قیام میں اس کا کردار مزید برآں، گستاخانہ کارروائیوں اور احراقِ قرآن کے ارتکاب کو روکنے کے لیے اس مقالہ میں منتخب ادیان (یہودیت، عیسائیت، اسلام، بدھ مت، ہندومت اور سکھ مت) کی تعلیمات کی روشنی میں اور انسانی حقوق کے عالمی قوانین کے آزادی اظہار رائے پر اصول و ضوابط، اقدامات اور سفارشات پیش کی جائیں گی۔ اس سلسلے میں مسلمانوں، اقلیتی برادری، حکومت اور مذہبی رہنماؤں کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اس مقالے میں توہینِ مقدسات کے مسئلے کو مختلف، فکری، اجتماعی، قانونی اور انسانی حقوق کے

[1] ۔ ابی الفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی ، تحقیق :احمد فھمی محمد،الملل والنحل(بیروت: دارالکتب العلمیة، الطبعة الثانیة 1992م)، 2/ 230-231

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جائے گی، اور اس پر بھی غور کیا جائے گا کہ آیا یہ آزادیِ اظہار کے اطلاقات کے معیارات اور حدود و قیود کیا ہیں، اور عصری حالات میں ان شرائط و ضوابط کو کب اور کہاں لاگو کیا جاسکتا ہے۔

2-تاریخی تناظر (Historical perspective)

اس موضوع پر تاریخی پس منظر کا جائزہ لینے کے لیے مختلف ادوار اور اہم واقعات پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ یہ موضوع تاریخی طور پر مختلف معاشرتی، قانونی، اور مذہبی سیاق و سباق میں اہمیت کا حامل رہا ہے۔ یہاں پر مختلف ادوار اور چیدہ چیدہ واقعات دیے گئے ہیں، جو اس موضوع کے تاریخی پس منظر کو واضح کرتے ہیں:

توہین مقدسات اور آزادی اظہار رائے: تاریخی پس منظر (Historical Perspective)

2.1 قدیم دور (Ancient Period)

یونانی اور رومی معاشرت:

قدیم یونان اور روم میں مذہبی رسوم و رواج اور دیوی دیوتاؤں کی توہین کو سنجیدہ جرم سمجھا جاتا تھا۔

سقراط (Socrates) کو یونانی دیوتاؤں کی توہین اور نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے الزام میں موت کی سزا دی گئی۔

2.3 قرون وسطی (Medieval Period)

عیسائی مذہبی قوانین:

قرون وسطی میں عیسائیت نے یورپ میں اہم کردار ادا کیا اور چرچ کے قوانین نے توہین مقدسات کو سنگین جرم قرار دیا۔

"ہرٹک" (Heretic) کہلانے والے افراد کو سخت سزائیں دی جاتیں، جیسے کہ گلیلیو (Galileo) جو چرچ کی مخالفت کرنے پر زیر عتاب آیا۔[2]

اسلامی قوانین:

اسلامی شریعت میں توہین مقدسات کے لیے سخت قوانین موجود تھے، اور مختلف مسلم حکومتوں نے ان قوانین کو نافذ کیا۔

فقہاء نے توہین رسالت اور توہین مذہب کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی بحث کی اور سخت سزائیں مقرر کیں۔

2.3 نشاۃ ثانیہ اور روشن خیالی کا دور (Renaissance and Enlightenment)

[2] - James Hastings, "Judaism", in *Encyclopaedia of Religions and Ethics*, opt.cit., 7:581

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

آزادی اظہار رائے کی تحریکیں:

17ویں اور 18ویں صدی میں یورپ میں آزادی اظہار رائے کی تحریکیں زور پکڑ گئیں۔ والٹیر (Voltaire) اور دیگر مفکرین نے مذہبی اور سیاسی آزادی کی وکالت کی۔

مذہب اور ریاست کے تعلقات پر بحث و مباحثہ ہوا، اور آزادی اظہار رائے کے حق میں دلائل دیے گئے۔

آمرانہ حکومتوں کا ردعمل:

مختلف آمرانہ حکومتوں نے آزادی اظہار رائے کو محدود کرنے کے لیے سخت قوانین نافذ کیے۔

توہین مقدسات کے الزامات کو سیاسی مخالفین کو خاموش کرنے کے لیے استعمال کیا گیا۔

2.4 جدید دور (Modern Period)

استعماری دور:

استعماری دور میں مغربی طاقتوں نے اپنے زیر تسلط ممالک میں توہین مقدسات کے قوانین کو متعارف کرایا۔

انگریز سامراج نے برصغیر میں تعزیرات ہند (Indian Penal Code) کے تحت توہین مذہب کے قوانین نافذ کیے۔

آزادی کے بعد کے قوانین:

مختلف ممالک نے آزادی کے بعد اپنے توہین مقدسات کے قوانین کو برقرار رکھا یا ان میں ترامیم کیں۔

پاکستان، سعودی عرب، ایران، اور دیگر ممالک میں توہین مذہب کے قوانین آج بھی نافذ ہیں اور ان پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

بین الاقوامی انسانی حقوق کی تحریک:

20ویں صدی میں بین الاقوامی انسانی حقوق کی تحریکوں نے آزادی اظہار رائے کے حق کو مضبوط کیا۔

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے معاہدے اور عالمی ادارے نے آزادی اظہار رائے کو بنیادی انسانی حق قرار دیا۔

2.5 معاصر دور کے تنازعات:

حالیہ دہائیوں میں مختلف واقعات نے توہین مقدسات اور آزادی اظہار رائے کے درمیان تنازع کو مزید واضح کیا۔ سلمان رشدی کا "شیطانی آیات" (The Satanic Verses)، ڈنمارک کے کارٹونز، اور فرانس کے چارلی ہیبڈو

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

حملے جیسے واقعات نے عالمی سطح پر بحث ومباحثے کو جنم دیا۔[3]

3-ضرورت واہمیت(Significance)

اسلام دینِ کامل ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں رہبری ورہنمائی کیلئے جامع اصول وقواعد فراہم کرتا ہے، اسلام ایک امن وآشتی کا مذہب ہے، جو معاشروں میں ہم آہنگی کا درس دیتا ہے، اسلام نے کسی کی ہرزہ سرائی اور اہانت بارے میں بھی ہمیں اپنی تعلیمات سے خالی نہیں رکھا۔ توہینِ مقدسات کے کچھ تاریخی واقعات دنیا بھر کی تاریخ میں واقع ہوئے ہیں اور ان واقعات نے مذہبی، سیاسی، اور اجتماعی تنازعات کو پیدا کیا ہے۔

توہین مقدسات کی تاریخ کا پہلا اور اہم واقعہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں ہوا جب آپ ﷺ کے دشمنوں نے ان کی شخصیت اور ان کے پیغام کی توہین کی۔ ایک مشہور واقعہ جو اُحد کے یہودیوں کے ساتھ ہوا جب ایک یہودی نے حضور اکرم ﷺ کو زہر دینے کی کوشش کی اور ایک دوسرے موقع پر ایک یہودی نے آپ ﷺ کے بارے میں توہین آمیز شاعری کی۔ ان واقعات نے اسلامی تاریخ میں توہین مقدسات کے بارے میں اہم اثر کا کام کیا۔

قرآن مجید میں بارہا اس نکتے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو جبری طور پر ایک دین پر مجتمع کر سکتے تھے، لیکن کچھ تکوینی مصلحتوں کے پیش نظر ان کو مختلف ادیان قبول کرنے کا اختیار دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۚوَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾[4]

"اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی جماعت کر دیتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے، اور ظالموں کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ﴾(ھود12: 118)

اور اگر تیرا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک رستہ پر ڈال دیتا، اور ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے۔

لیکن اس اختلاف کے باوجود اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ مختلف عقائد اور ادیان کے ماننے والوں کے درمیان محبت کی فضا قائم رہے، چنانچہ ان کو دینی مشترکات پر مجتمع ہونے کی دعوت دی گئی، اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے بارے میں

---

[3] ۔ Abraham A. Neuman, Edited: Edward J. Jurji, *The Great Religions of the Modern World* (New Jersey: Princeton University Press, 1947), 224

[4] (الشوری42: 8)

مسلمانوں کو ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴾[5]

"کہہ اے اہل کتاب! ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور سوائے اللہ کے کوئی کسی کو رب نہ بنائے، پس اگر وہ پھر جائیں تو کہہ دو گواہ رہو کہ ہم تو فرمانبردار ہونے والے ہیں۔"

اس لیے ملی وحدت یگانگت کے لیے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے دیگر مذاہب کی مقدسات کا احترام کریں، اور اختلافی امور کو اچھالنے کی بجائے مشترکات کا مد نظر رکھیں۔ احترام سے مراد یہی ہے کہ دیگر مذاہب کی مقدسات کا تذکرہ بایں طور نہ کیا جائے جس سے اشتعال انگیزی اور باہم نفرت پیدا ہو اور دیگر مذاہب کے ماننے والے مسلمانوں کی مقدسات کی بے حرمتی کریں۔ اگر کسی عقیدے کے مسئلے میں اختلافی رائے کا اظہار کرنا بھی ہو تو وہ بھی شائستہ اور مہذب طریقہ کار کے مطابق کیا جائے۔[6]

ہر انسان کے لیے کسی مذہب کے تابع رہنا ایک فطری معاملہ ہے، اور ہر معاشرہ کسی نہ کسی دین پر عمل پیرا ہوتا ہے، مشہور فلسفی ول ڈیورانٹ لکھتا ہے:

Faith is a natural thing and is the direct result of instinctive needs and straight feelings, stronger than hunger, self-preservation, security, obedience, and submission. It is true that some peoples do not appear to have a religion, but these cases are rare and do occur[7].

"ایمان لانا ایک فطری امر ہے جو کہ فطری ضروریات اور احساسات کا براہ راست اور لازمی نتیجہ ہے، یہ احساس بھوک، حفاظت نفس، امن، فرمانبرداری اور تابعداری کے احساسات سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ بات درست ہے کہ کچھ لوگوں کا بظاہر کوئی مذہب نہیں ہوتا لیکن ایسا بہت کم ہی ہوتا ہے۔"

مشہور یونانی فلسفی پلوٹارک کہتا ہے:

---

[5] ۔ (آل عمران4: 64)

[6] - "Jew", in The Encyclopaedia of Britannica, opt.cit., 16:371

[7] ۔ یہود،اردو دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور:دانش گاہ پنجاب، پنجاب یونیورسٹی، طبع دوم 2002ء)، 355/23

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

It is possible to find cities without walls kingswealth literatureor theaters but we have never found a city without a temple or whose people do not practice worship.

”ممکن ہے کہ ایسے شہر موجود ہوں جن کی دیواریں نہ ہوں، جن کا کوئی بادشاہ ان پر حکومت نہ کرتا ہوں، ان کے پاس مال و دولت نہ ہو، نہ ان کے ہاں کوئی عادات و آداب رائج ہوں، نہ ان کے ہاں کوئی تفریح گاہ ہوں، لیکن ایسا کوئی شہر آپ کو نہیں مل سکے گا جو کسی عبادت گاہ کے بغیر ہو، اور لوگ وہاں اپنے طریقے سے عبادت نہ کرتے ہوں۔“

جب ہر معاشرہ کسی نہ کسی دین کے تابع ہو تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کے افراد کے ہاں کچھ شعائر، مقدس شخصیات اور مقدس عبادت گاہیں بھی ضرور ہوں گی۔ مثال کے طور پر مسلمان اللہ تعالیٰ کی بزرگی، رسول اللہ ﷺ کے احترام اور کعبہ کی تقدیس کے ساتھ ساتھ کافی چیزوں کو مقدس سمجھتے ہیں، جن کو شعائر اللہ کہا جاتا ہے، جس کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾[8]

”اور جو شخص اللہ کی نامزد چیزوں کی تعظیم کرتا ہے سو یہ دل کی پرہیز گاری ہے۔“

اس مقالہ میں مقدسات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو کسی مذہب میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، ایک متنوع معاشرے میں امن و آشتی کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے مذاہب کے مقدسات کا باہمی احترام کیا جائے۔

4-اسلام اور آزادیِ اظہارِ رائے

اسلام اور اس کے بنیادی عقائد کے بارے میں ہزاروں کتابیں اور اخباری مضامین تاحال شائع ہو چکے ہیں جن میں اسلام اور اس کے بنیادی عقائد پر تنقید کی گئی ہے لیکن مسلمان علمی مباحثے پر کبھی اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عمل اسلام کے بارے میں جاری مباحثے کا حصہ ہے اور یہ سب کچھ آزادیِ اظہارِ رائے کی حدود کے اندر ہے۔ آج دنیا میں اخبارات میں ایسے لاتعداد مضامین شائع ہو رہے ہیں جن میں اسلام کی غلط تعبیرات پیش کی جاتی ہیں بلکہ اکثر اوقات تو اسلام اور اس کے قوانین کے بارے میں مبینہ انداز میں مکمل جھوٹ پر مبنی مبالغہ آمیز کہانیاں بھی بیان کی گئی ہیں، لیکن مسلمان انہیں نہ صرف برداشت کرتے ہیں بلکہ رواداری کا رویہ بھی اپنائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لبرل جمہوریتوں پر مبنی جن معاشروں میں رہ رہے ہیں یہ سب کچھ ان کا جزوِ لاینفک ہے۔[9]

---

[8] ۔ (الحج22: 32)

[9] ۔ یہودی، اردو جامع انسائیکلوپیڈیا (لاہور: غلام علی اینڈ سنز، لاہور، س۔ن)، 2/1921

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

لیکن جب اِظہارِ رائے کی آزادی کے اس حق کا غلط طور پر استعمال کرتے ہوئے اسلام کی سب سے مقدس ترین آسمانی کتاب قرآن اور مقدس ترین ہستی صاحبِ قرآن ﷺ کی واضح طور پر توہین کی جاتی ہے تو اس سے لازمی طور پر مسلمانوں میں اِضطراب اور اِشتعال پیدا ہو گا۔

ان تمام تفاصیل سے واضح ہوتا ہے کہ اگر برداشت، رواداری اور بقائے باہمی کے عالمی متفقہ اُصول کو نظر انداز کر دیا جائے اور اَخلاقی اور مذہبی اَقدار کی بے توقیری کی جائے تو اَمنِ عالم کی موجودہ صورت حال بدتر ہو جائے گی اور دنیا میں موجود تناؤ کو ختم کرنے کی تمام کوششیں بے سود ہو کر رہ جائیں گی۔ آج اِس اَمر کی شدید ضرورت ہے کہ اِس خوف ناک اور پریشان کن صورتِ حال کے خاتمے کے لیے فوری اِقدامات کیے جائیں۔[10]

5- آزادیِ اِظہارِ رائے پر پوپ فرانسس کا موقف

پوپ فرانسس (Francis) نے پیرس میں جنوری 2015ء کے دہشت گردانہ حملوں پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا کہ اظہار رائے کی آزادی میں کچھ ضروری حدود و قیود ہوتی ہیں خصوصاً جب کسی کی مذہبی دل آزاری کی جائے۔ پوپ فرانسس نے مزید کہا:

There are so many people who speak badly about religions or other religions, who make fun of them, who make a game out of the religions of others. They are provocateurs. And what happens to them is what would happen to Dr Gasparri; if he says a curse word against my mother, he can expect a punch. There is a limit. I refuse any form of personal insult, and when the insult is related to religions, they cannot be approved neither at a human, nor at a moral and social level. They do not help the peace in the world, and do not produce any benefit. You cannot provoke. You cannot insult the faith of others. You cannot make fun of the faith of others. [The Christian Post, January 15, 2020.][11]

'بہت سے لوگ مذاہب کے بارے میں بڑی تحقیر آمیز گفتگو کرتے ہیں۔ دوسروں کے مذاہب کا مذاق اڑاتے ہیں اور اِس تحقیر کو اپنا مشغلہ بنالیتے ہیں۔ یہ لوگ در حقیقت اشتعال دلانے کا کام کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ وہی

---

[10] -(ماہنامہ منہاج القرآن، دسمبر 2020ء)

[11] ۔ تالمود، (انگلش) ، مترجم: سٹیفن بشیر، مکتبہ عناویم پاکستان، گوجرانوالہ، ص: 121

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

سلوک کیا جائے گا جو میرے دوست ڈاکٹر گیسپری (Dr Gasparri) کے ساتھ ہو گا۔ اگر وہ میری ماں کے خلاف کوئی توہین آمیز لفظ بولتا ہے ایسے عمل پر اسے میری طرف سے ایک مکے کی توقع ہی کرنی چاہیے۔ ہر کام کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مجھے ذاتی بے توقیری قطعاً نا قابل قبول ہے، خصوصاً جب بے توقیری مذہب سے متعلق ہو تو ایسا عمل نہ تو انسانی سطح پر اور نہ ہی اخلاقی و معاشرتی سطح پر قبول کیا جا سکتا ہے۔ ایسا کرنے والے دنیا میں امن برقرار رکھنے کی کوئی مدد نہیں کرتے اور نہ ہی دنیا کے لئے خود کو منفعت بخش ثابت کرتے ہیں۔ کسی کو اشتعال دلانا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ آپ کو دوسروں کے اعتقادات کی تحقیر کا کوئی حق نہیں ہے۔ آپ کو دوسروں کے عقائد کے مذاق اڑانے کا کوئی حق نہیں ہے۔'

6-اَقوامِ متحدہ کا چارٹر

اِنفرادی عزت و وقار اور مذہبی آزادی کا تحفظ ایسے بنیادی اِنسانی حقوق ہیں جنہیں دنیا بھر میں قانونی تحفظ حاصل ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک کے دساتیر و قوانین کے ساتھ ساتھ اَقوامِ متحدہ کے چارٹر نے بھی اِن حقوق کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے چارٹر کے پہلے آرٹیکل کی شق نمبر 3 میں اِن حقوق کو ان الفاظ میں تسلیم کیا گیا ہے:

To achieve international co-operation in solving international problems of an economic, social, cultural, or humanitarian character, and in promoting and encouraging respect for human rights and for fundamental freedoms for all without distinction as to race, sex, language, or religion[12].

'یہ قرار دیا جاتا ہے کہ معاشی، سماجی، ثقافتی اور اِنسانی نوع کے عالمی مسائل و تنازعات کے حل کے لیے اور انسانی حقوق کے اِحترام کے فروغ و حوصلہ اَفزائی کے لیے اور تمام بنی نوع انسان کے لیے نسل، جنس یا مذہب کی تفریق کے بغیر بنیادی اِنسانی حقوق کے تحفظ کی خاطر عالمی برادری کا تعاون حاصل کیا جائے گا۔'

6.1 یورپی کنونشن

حقوق انسانی کے یورپی کنونشن کے آرٹیکل نمبر 9 میں قرار دیا گیا ہے کہ:

Freedom to manifest one's religion or beliefs shall be subject only to such limitations as are prescribed by law and are necessary in a democratic society in the interests of public safety,

---

[12] ۔ بشیر احمد، بائیبل کا تحقیقی جائزہ (راولپنڈی: اسلامک اسٹڈی فورم، 2003ء)، 1

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

for the protection of public order, health or morals, or for the protection of the rights and freedoms of others.

'کسی فرد کے مذہب اور عقیدہ کے اظہار کی آزادی صرف قانون میں بیان کی گئی حدود کے ساتھ مشروط ہوگی اور یہ ایک جمہوری معاشرے میں عوامی تحفظ کے حصول، امن عامہ کے قیام، صحت اور اخلاقیات کے تحفظ اور دوسرے افراد معاشرہ کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہے۔'

7-امریکی دستور کا بل آف رائٹس

امریکہ کے دستور کے بل آف رائٹس(Bill of Rights)کی ترمیم نمبر 1 میں کہا گیا ہے:

Congress shall make no law respecting an establishment of religion, or prohibiting the free exercise thereof; or abridging the freedom of speech, or of the press; or the right of the people peaceably to assemble, and to petition the government for a redress of grievances[13].

'کانگریس کسی مذہبی ادارہ یا اس کے آزادانہ مذہبی عمل کرنے سے منع کرنے سے متعلق یا آزادئ تقریر و اخبارات پر قدغن لگانے سے متعلق یا لوگوں کے پرامن اجتماع منعقد کرنے اور مسائل کے حل کے لیے حکومت کو عرض داشت کرنے کے خلاف کوئی قانون نہیں بنائے گی۔'

7.1 ممانعتِ اہانتِ مذہب پر قانون سازی کرنے والے ممالک

بعض امریکی ریاستوں کی دستوری کتب میں اہانتِ مذہب کے قوانین موجود ہیں۔Massachusetts کا باب 272 سیکشن 36 بیان کرتا ہے:

Whoever wilfully blasphemes the holy name of Go by denying, cursing or contumeliously reproaching God, his creation, government or final judging of the world, or by cursing or contumeliously reproaching Jesus Christ or the Holy Ghost, or by cursing or contumeliously reproaching or exposing to contempt and ridicule, the holy word of God contained in the holy scriptures shall be punished by imprisonment in jail[14]...

'جو کوئی ارادتاً خداوند کے پاک نام کی گستاخی یا اس کی خلاّقی، حکومت، آخرت کے انکار، اہانت، ملامت کی صورت میں کرے یا حضرت عیسیٰ e کی مقدس روح کی قابل نفرت انداز میں ملامت کرے یا مضحکہ اُڑانے کی صورت میں اہانت

[13] ۔ Christianity in Encyclopaedia of Religion and Ethics, opt.cit., 581/3

[14] ۔ Jesus Christ in Encylopaedia Britannica, 16-17/13

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

کرے یا خدا کے پاک نام (جو عہد نامہ قدیم وجدید میں درج ہے) کی تضحیک کرے کی سزا جیل کی سلاخیں ہیں۔'

ممانعتِ اِہانت پر قانون سازی کرنے والے دیگر ممالک درج ذیل ہیں:

آسٹریا: کریمینل کوڈ(Criminal Code) کا آرٹیکل نمبر 188 اور 189

فن لینڈ: تعزیراتی قانون(Penal Code) کے باب نمبر 17 کا جزو نمبر 10

جرمنی: کریمینل کوڈ(Criminal Code) کا آرٹیکل نمبر 166

نیدرلینڈز: کریمینل کوڈ(Criminal Code) کا آرٹیکل نمبر 147

اسپین: کریمینل کوڈ(Criminal Code) کا آرٹیکل نمبر 525

آئیر لینڈ: اس کے آئین کے آرٹیکل نمبر i.40.6.1 کے تحت توہین آمیز مواد کی اِشاعت ایک جرم قرار ہے؛ جب کہ 1989ء کے Prohibition of Incitement to Hatred Act کے تحت کسی خاص مذہبی گروہ کے خلاف نفرت انگیز مواد کی اِشاعت بھی جرم قرار دے دی گئی ہے۔

کینیڈا: کریمینل کوڈ(Criminal Code) کا سیکشن نمبر 296

نیوزی لینڈ: 1961ء کے نیوزی لینڈ کرائمز ایکٹ(New Zealand Crimes Act) کا سیکشن نمبر 123

مسیحی دنیا میں کلیساؤں کو مقدس مقام کا درجہ حاصل ہے اور بعض یورپی ممالک میں اِس تقدس کو آئینی تحفظ بھی حاصل ہے۔ اس کی ایک مثال ڈنمارک کا دستور ہے، جس کے سیکشن نمبر 4 (State Church) کے مطابق 'Evangelical Lutheran Church کو ڈنمارک کا سرکاری کلیسا قرار دیا جائے گا اور یوں اسے ریاست کی مکمل حمایت حاصل ہو گی'۔[15]

8- آزادی اظہار کے نام پر توہین مقدسات کا تدارک (عملی اقدامات)

8.1 قانونی ذرائع کا استعمال

کسی ریاست کے یوں تو اسلامی ہونے کے متعدد معیارات اور پیمانے ہیں، تاہم ان میں سب سے نمایاں داخلی پیمانہ یہ ہے کہ وہاں اللہ کی شریعت نافذ ہو اور اس کی بنا پر لوگوں کے فیصلے کئے جاتے ہوں۔ اسی مقصد کے لئے پاکستان کو حاصل کیا گیا اور اسلامی احکامات کے فروغ کے ساتھ ساتھ شرعی قوانین کے نفاذ کے لئے یہاں بہت سے پر مشقت اور صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا۔

---

[15] - W.R. Inge, Christian Ethics and Modern Problems (London: 1930), 43

إِنَّ النَّاسِ لَا يَسْتَقِيم امرهُم إلا بِشَيْءٍ زائد عَلى مَا فَهمه لهولاء مِن الشَّرِيعَةِ احْدِثُوا لَهُم قَوَانِين سياسية ينتظم بها امر العالم ....

بے شک لوگ ایسی زائد شے کے ساتھ ہی اپنے معاملوں پر قائم رہتے ہیں جسے انہوں نے دنیا کے انتظام کے لیے شریعت سے بنائے گئے سیاسی قواعد سے سمجھا ہو۔(3بدائع الفوائد:1:674)

امام قرطبی لکھتے ہیں:

بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ مَعْنَاهُ عَلَى قَوَانِينَ الشرع إِمَّا بِوحْي ونص، أو ينظر جار على سنن الوحي.

بِمَا أَرَاكَ اللهُ کا معنی ہے شرع کے قواعد پر رہتے ہوئے (لوگوں میں فیصلے کیجیے) یا تو وحی و نص کے ساتھ یا وحی کے طریق پر چلتے ہوئے بصیرت کے ساتھ۔(تفسیر القرطبی:5/376)

قوانین اور ادیان عالم میں موجود قوانین کو سامنے رکھتے ہوئے بلاسفیمی کی روک تھام کے لیے قانونی ذرائع کا استعمال انتہائی اہم ہے تاکہ معاشرتی ہم آہنگی اور مذہبی جذبات کا احترام کیا جا سکے۔ بلاسفیمی کی روک تھام کے لیے استعمال کیے جانے والے قانونی ذرائع اور ان کے طریقہ کار کی وضاحت کی گئی ہے:

1. قانون سازی: قوانین کی تدوین: بلاسفیمی کے خلاف سخت قوانین بنائے جائیں جو کسی بھی قسم کی مذہبی توہین کو قابلِ سزا جرم قرار دیں۔

2. عدالتی عمل: مقدمات کی سماعت: بلاسفیمی کے الزامات کی صاف شفاف عدالتی سماعت کی جائے جہاں شواہد اور گواہوں کو پیش کیا جائے۔

3. پولیس اور تحقیقات: شکایات کا اندراج: بلاسفیمی کے الزامات پر فوری طور پر شکایات درج کر کے پولیس اور متعلقہ ادارے مکمل اور غیر جانبدار تحقیقات کریں تاکہ سچائی سامنے آ سکے۔

4. تعلیمی اور عوامی شعور تعلیمی نصاب: تعلیمی نصاب میں بلاسفیمی کے قوانین اور ان کی اہمیت کے بارے میں آگاہی شامل کی جائے۔ میڈیا اور دیگر ذرائع کے ذریعے عوام کو بلاسفیمی کے نتائج اور اس کے قانونی پہلوؤں کے بارے میں آگاہ کیا جائے۔

5. بین الاقوامی معاہدات اور تعاون: بین الاقوامی معاہدے: بلاسفیمی کے خلاف بین الاقوامی معاہدات کیے جائیں جو مختلف ممالک میں اس کے خلاف کارروائی کو یقینی بنائیں۔ ایک دوسرے ممالک کے ساتھ تعاون کیا جائے تاکہ بلاسفیمی کے ملزمان کی گرفتاری اور قانونی کارروائی ممکن ہو سکے۔

6. نظریاتی کونسل اور فتوے: نظریاتی کونسل: اسلامی نظریاتی کونسل بلاسفیمی کے مسائل پر مشاورت فراہم کرے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

علماء اور مفتیان کرام بلاسفیمی کے واقعات پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فتوے جاری کریں۔

7. مصالحتی کمیشن: مصالحتی کمیشن: بلاسفیمی کے الزامات پر مصالحت اور تنازعات کے حل کے لیے خصوصی کمیشنز قائم کیے جائیں جو فریقین کے درمیان مذاکرات کروائیں۔

بلاسفیمی کی روک تھام کے لیے قانونی ذرائع کا استعمال نہایت ضروری ہے تاکہ مذہبی جذبات کا تحفظ کیا جا سکے اور معاشرتی ہم آہنگی کو برقرار رکھا جا سکے۔ اس کے لیے مؤثر قانون سازی، عدالتی عمل، پولیس تحقیقات، تعلیمی آگاہی، بین الاقوامی تعاون، اور مصالحتی کمیشنز کا قیام جیسے اقدامات اہم ہیں۔

9-الیکٹرانک وسماجی وسائل کا استعمال

آج کل الیکٹرانک میڈیا (ٹی وی انٹرنیٹ، ریڈیو وغیرہ) اور پرنٹ میڈیا (اخبارات ورسائل) نشر و اشاعت کے جدید اور انتہائی موثر ذرائع ہیں جن کے ذریعے لاکھوں اور کروڑوں افراد تک اپنی آواز پہنچائی جا سکتی اور ان کے دل و دماغ کو متاثر کیا جا سکتا ہے۔ اہل مغرب توہین رسالت کے لیے جدید میڈیا کا استعمال کرتے ہیں ضروری ہے کہ مسلمہ امہ جدید میڈیا پر کنٹرول حاصل کرے اور مغرب کا یہ ہتھیار جو اپنی تہذیب، اقدار اور روایات کو دنیا کی دوسری تہذیبوں پر غالب کرنے کے لیے استعمال کر رہا ہے اس کو توڑا جا سکے۔[16]

10-اسلام کے خلاف مغرب کا موثر ہتھیار میڈیا

مغرب کا ہدف کیا ہے؟ اس کا اندازہ ایک فرانسیسی رسالے لے مونڈ ڈپلومیٹ میں شائع شدہ مضمون سے ہو سکتا ہے جس میں یہ واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ "اسلام کے خلاف جنگ صرف فوجی میدان میں نہیں ہوگی بلکہ ثقافتی اور تہذیبی میدان میں بھی معرکہ آرائی ہوگی۔ امریکی فلمی مرکز ہالی ووڈ اسلام مخالف سازشوں کا مرکز گردانا جاتا ہے۔ بیسویں صدی کی آخری دو دہائیوں میں ہالی ووڈ نے مسلم دشمنی پر مبنی فلمیں ڈیلٹا فورس، انتقام، آسمان کی چوری بنائیں، جب کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا تجرباتی ڈراما اسٹیج کرنے کے لیے حقیقی جھوٹ اور حصار، وغیرہ نامی فلمیں تیار کی گئیں۔ ان فلموں میں اسلام اور مسلمانوں کا تشخص بری طرح مجروح کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو امن دشمن اور دہشت گرد بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ نائن الیون کے بعد امریکا اور مغربی ممالک نے اسلحہ کے ساتھ ساتھ جدید میڈیا کا سہارا لے کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا مہم شروع کی ہے۔ امریکا عالم اسلام کے وسائل، معدنیات اور تیل پر قبضے کا خواہاں ہے۔

---

[16] ۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، نصرانیت قرآن کی روشنی میں، ص109۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

افغانستان اور عراق پر قبضہ اور نائن الیون کا خود ساختہ ڈراما اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ عالم اسلام پر امریکی جارحیت اور مغربی میڈیا کا بے بنیاد اور من گھڑت پروپیگنڈا چہار اطراف سے امتِ مسلمہ کے گرد گھیرا تنگ کرنے کے لیے کیا جارہاہے۔[17]

مغرب نے دنیا بھر کی معیشت اور میڈیا پر اپنا قبضہ جمار کھا ہے۔ مصر سمیت کئی مسلم ممالک کے ٹی وی چینلز اور اخبارات مغرب کے زیر اثر ہیں۔ کبھی مغربی ممالک کے اخبارات میں توہین آمیز خاکے شائع کیے جاتے ہیں، کبھی سویڈن میں قرآن مجید کو جلایا جاتا ہے، اور کبھی ہالینڈ میں قرآن اور اسلامی شعائر کے خلاف فلمیں بنائی جاتی ہیں۔ مغربی میڈیا وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو دہشت گرد، جہادی اور بنیاد پرست ثابت کرنے کے لیے اپنی مہم چلائے رکھتا ہے۔ یہودی میڈیا کا ہدف اسلام اور مسلمان ہیں۔ اب جب کہ مغربی ممالک غیر ترقی یافتہ ممالک سے بوریا بستر لپیٹ کر رخصت ہو چکے ہیں تو انہوں نے ان ممالک پر حکمرانی کا ایک نیا طریقہ وضع کیا ہے اور وہ طریقہ ہے: میڈیا کے زور پر ذہنوں پر حکومت کرنا۔ نصف صدی قبل جسمانی غلامی بھی ہمارا مقدر تھی اور اب ذہنی غلامی ہماری قسمت کا حصہ ہے۔ سوچیے تو سہی کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟

11- نتیجہ (Conclusion)

توہین مقدسات اور آزادی اظہار رائے کے درمیان توازن قائم کرنا ایک پیچیدہ اور چیلنجنگ مسئلہ رہا ہے۔ تاریخی پس منظر سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف ادوار اور معاشرتوں میں یہ موضوع مختلف سیاق وسباق میں اہمیت کا حامل رہا ہے۔ آج بھی یہ مسئلہ مختلف ممالک اور ثقافتوں میں مختلف نقطہ نظر اور قوانین کے تحت زیر بحث ہے۔ تاریخی پس منظر کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ موضوع کس طرح تبدیل ہوتا رہا ہے اور آج کی دنیا میں اس کی کیا اہمیت ہے۔

---

[17] ۔ http://cnview.com/on_line_resources/the_truth_about_roman_catholics_final.htm (visited 02-05-2024)